

بُرْدَتِي دُنْيَا سَخْتَقَافَة

مصنف شومنخر



مترجم ڈاکٹر سجاد باقر ضوی



بدلتی دنیا کے تقاضے

شو ما خر

مترجم: سجاد باقر رضوی

مشعل بکس

آربی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،
lahore-54600، پاکستان

E.F Schmacher: Small is Beautiful
Copyright, English 1974: Abacus
Copyright, Urdu 1991: Mashal Pakistan
Urdu Translation: Dr Sajjad Baqir Rizvi

ای۔ اینف۔ شو مانز: بُلْتی دنیا کے تقاضے
کا پی رائٹ 1974ء انگلش: آبکس
کا پی رائٹ 1991ء اردو: مشعل پاکستان
اردو ترجمہ:ڈاکٹر سجاد باقر رضوی

فهرست

نمبر شمار	مضایین	صفہ نمبر
1	پیش لفظ	5
2	پیداوار کا مسئلہ	14
3	امن و استحکام	20
4	معیشت کارکردار	30
5	بدھ اقتصادیات	36
6	عظیم و سلیہ۔ تعلیم	50
7	زمین کا صحیح استعمال	64
8	صنعتی وسائل	73
9	ایئی تو انائی۔ تجات یا لعنت	79
10	ٹیکنالوژی کا انسانی چہرہ	85
11	تیسری دنیا	93

98	معاشرتی اور معاشی وسائل	12
117	بھارت میں پیر و زگاری کا مسئلہ	13
126	تنظیم اور ملکیت	14
137	کچھ بڑے پیانے کی تنظیم کے نظریہ کے بارے میں	15
145	سوشل ازم	16
151	ملکیت	17
156	ملکیت کے نئے نمونے	18
166	حرف آخر	19

دوسرا قسم کا ڈی یو پیپرنٹ

اکثر چھوٹی کتابیں انقلابی ثابت ہوتی ہیں، مثلاً روسی کتاب ”سوشل کونٹریکٹ“ یا کارل مارکس کی ”کیونٹ“ یا پھر ہمارے زمانے میں پاؤ لفریرے کی مختصر کتاب ”پید گوجی او ف دی او پر یسٹ“، ارنست شوماخر کی کتاب ”سماں از بیوئی فل“، بھی تقریباً اسی زمرہ میں آتی ہے یہ کتاب ڈی یو پیپرنٹ تھیوری اور عمل میں اس نئی تحریک کا نقطہ آغاز تھی جو ”آلٹرنیٹیو ڈی یو پیپرنٹ“ (Alternative Development) یا ”دوسرا قسم کا ڈی یو پیپرنٹ“ کے نام سے پہچانی جاتی ہے اور جو ترقی پذیر ملکوں کے کروڑ ہائی ووام کے لئے ایک حق امید لے کر آتی ہے۔

اگر میں نے شوماخر کی کتاب کے لئے ”تقریباً“ کا لفظ استعمال کیا تو وہ اس لئے کہ اس میں مغربی دنیا کی سرکاری (Official) معاشی آئینڈ یولو جی پر جو تقید ہے وہ بذات خود کوئی نئی نہیں۔ یہ تقید انسیویں صدی میں کارل مارکس کے معاشی فلسفے کی بنیاد تھی اور اس کو میسیویں صدی مارکسی سو شل فلسفے کے فرنیکفرٹ سکول نے خاص کر میکس ہور کہا تھا اور تھیوڈور اور نونے صرف سرمایہ داری نظام کے خلاف ہی نہیں بلکہ صنعتی تہذیب کے خلاف استعمال کر کے مزید گھرا کر دیا تھا۔ ادھر ایک اور سمت سے، اور تیسری دنیا کے پس ماندہ عوام کے نقطہ نظر سے لکھتے ہوئے، گاندھی نے سرمایہ داری نظام اور صنعتی معاشرے کی زبردست مخالفت کی اور دیہاتوں اور چھوٹے پیانے کی ٹیکنولو جی پر بنی ایک نئے معاشی نظام کا تصور دیا۔ یہ سب نظریات شوماخر کے خیال کے لئے جڑوں کی حیثیت رکھتے ہیں، خاص کر گاندھی کا تصور، جس کے اثر کو شوماخر نے خود تسلیم کیا ہے۔

بہر حال جب کہ گاندھی کا پیغام یہ تھا کہ صنعتی معاشرے کو بالکل روک دیا جائے اور غریب ملکوں کی فلاح اس میں ہے کہ وہ روکتی پیداواری طریقوں اور لا ائف سائل کی طرف پیچھے لوٹ جائیں، شوماخر کو یہ احساس تھا کہ خرابی صنعتی نظام کی نہیں ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کس قسم کا صنعتی نظام اپنایا جا رہا ہے۔ اس کی توجہ اس بات کو ثابت کرنے پر مرکوز تھی کہ جس قسم کی ٹیکنولو جی اور صنعتی اور معاشی نظام مغربی ملکوں نے وضع کیا ہے وہ پس ماندہ اور غریب معاشروں کے لئے موزوں نہیں۔ ان کی ضروریات کے لئے ایک اور ہی قسم کی ٹیکنولو جی اور صنعتی اور گناہ زیشن کی

ضرورت ہے۔ یقینی وہ نئی بات جو ”انقلابی“ ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر ارنست۔ ایف۔ شوماخر جرمنی میں پیدا ہوا تھا اور اس نے انگلستان کی یونیورسٹی آسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ صرف بائیس سال میں ہی اسے نیویارک کی کولمبیا یونیورسٹی میں اکنونکس پڑھانے کے لئے منتخب کر لیا گیا۔ لیکن وہ محض ڈینی کام سے مطمئن نہیں تھا اور چاہتا تھا کہ اس کام کو عملی زندگی سے مسلک کرے۔ چنانچہ اس نے یونیورسٹی کی ملازمت چھوڑ کر بڑنس، فارمنگ اور جرمنزم کے تجربے حاصل کئے۔ پھر 1946ء سے 1950ء تک جرمنی میں برش کنٹرول کمیشن کے اکنونک ایڈ واائزر کی حیثیت سے اس کا تقرر ہوا اور اس عہدے پر اس نے 1970ء تک کام کیا۔

اسی دوران شوماخر نے اپنی نئی تھیوری کی بنیادیں ڈالیں۔ 1961ء میں بھارت کے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے اسے بھارت آنے کی دعوت دی اور اس کے ذمہ یہ کام سپرد کیا کہ ہندوستان کے گاؤں کا دورہ کر کے وہ انڈین پلانگ کمیشن کو یہ مشورہ دے کہ ہندوستانی دیہاتوں میں جو مسائل ہیں ان کو کس طرح حل کیا جائے۔ یہ تھا ایک پسمندہ ملک کا براہ راست تجربہ جس نے ”انٹرمیڈیٹ ٹیکنولوژی“ یا ”درمیانی ٹیکنولوژی“ کے تصور کو جنم دیا۔

اس ”تجربہ“ کی کیا نوعیت تھی؟ دراصل انٹرمیڈیٹ ٹیکنولوژی کے تصور کی اہمیت کو اسی وقت صحیح طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ جب کہ ہمیں یہ اندازہ ہو کہ تیسری دنیا میں حکومتوں کی طرف سے کئے جانے والے ”معاشری ڈیلوپمنٹ“ کے نتیجے پر کیا صورت حال پیدا ہو رہی تھی۔ پول ہیرین نے اپنی کتاب ”دی ٹھرڈ ورلڈ مورڈ“ میں اس صورت حال کی نشاندہی کی ہے۔

سب سے نمایاں طور پر نظر آنے والی صورت حال تو یہ تھی کہ، انٹرنیشنل لیبر اور گناہریشن (ILO) کے اعداد شمار کے مطابق 1977ء میں تیسری دنیا میں کوئی 331 ملین افراد بے روزگار تھے، یعنی ہر پانچ کام کرنے کے قابل افراد میں دو ایسے تھے جن کے پاس روزگار نہیں تھا۔ ان میں سے 40 ملین ایسے تھے جو مکمل طور پر بے روزگار تھے اور ان میں سے زیادہ تر شہروں میں پائے جاتے تھے۔ باقی کے جو 291 ملین بے روزگاروں کا جم غیر تھا وہ دیہاتوں میں پایا جاتا تھا اور ان لوگوں کو کہی کام ملتا تھا کبھی نہیں۔

ILO نے یہ تخمینہ لگایا کہ سنہ 2000ء تک بے روزگاروں کی تعداد ایک ملین تک جا پہنچ گی۔ ان میں سے آٹھی تعداد کو زرعی اصطلاحات کر کے، آپ پاشی کے نظام میں توسعہ کر کے،

اور بہتر بیجوں اور کھادوں کو مہیا کر کے دیہاتوں میں کام دلانا ہوگا۔ دوسرا بڑی تعداد کو سروزیکٹر میں کام مہیا کرنا ہوگا، لیکن تقریباً ایک چوتھائی روزگار کی صنعتوں کے شعبے میں پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی۔

چنانچہ تیسری دنیا کے بیشتر ملکوں نے نئے روزگار رکانے کے لئے جو سڑیجی اپنائی وہ یہ تھی کہ انہوں نے مغربی طرز کی بڑے پیانے کی صنعتیں لگانا شروع کر دیں جن کے لئے مغرب سے درآمد کی ہوئی مشینی اور ٹیکنولوژی درکار تھی۔ یہ ٹیکنولوژی مغربی مالک میں پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں میں جو مخصوص حالات تھے ان کے مذکور تیار کی گئی تھی۔ اس وقت یہاں کی قلت تھی لیکن انوسمتی کے لئے کافی سرمایہ تھا۔ ان حالات میں کپیل انٹنسیو (Capital Intensive) ٹیکنولوژی کا استعمال سمجھ میں آنے والی بات تھی۔ لیکن غریب ملکوں کی صورت حال یہ تھی کہ وہاں فاضل محنت کشوں کا ایک جم غیر تھا اور سرمایہ کی انتہائی قلت تھی، اور ہے۔ دوسرا طرف چونکہ مغربی ٹیکنولوژی کی قوت پیدا اور زیادہ تھی اس لئے وہ کام کرنے والوں کو نسبتاً اچھی اجرتیں ادا کر سکتی تھی، خاص کر ان لوگوں کو جو ٹینکل سکولوں اور کالجوں سے مختلف قسم کی ہنرمندیاں سیکھ کر نکل رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محنت کشوں کے طبقے کے اندر مالی اعتبار سے غیر برابریاں بری طرح بڑھ گئیں۔

مزید یہ کہ اس ٹیکنولوژی کے مرکز شہر تھے، شہروں کی آمدنیوں میں دیہاتوں کی آمدنیوں کی نسبت کئی گناہ اضافہ ہو گیا جس کے باعث دیہات کے باشندوں کی شہروں کی طرف مالگیریشن میں تیزی آگئی۔ اور یہ مالگیریشن اور بھی شدید اس لئے ہوا کہ حکومتوں نے معاشی ترقی کے لئے جو انوسمتی کیا اس میں بھی شہروں اور صنعتوں کو دیہاتوں اور زراعت کے مقابلے میں بڑے پیانے پر ترجیح دی، جس کے باعث زرعی ترقی کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ ست پڑ گئی۔ اس سارے پروگرام کا مزید نتیجہ یہ ہوا کہ پس مندہ مالک اپنی معيشت کی گروہوں کو برقرار کھٹے یا اس میں اضافہ کرنے کے لئے زرہادله یا فارین ایکچھ کو کمانے اور صرف کرنے کے مخوب چکر (Vicious circle) میں پھنس گئیں اور بری طرح مغربی مالک اور مغربی ٹیکنولوژی کے غلام ہو کر رہ گئے۔

تیسری دنیا میں 1953ء اور 1975ء کے درمیان صنعتوں نے تیزی سے ترقی کی لیکن چونکہ وقت کے ساتھ ساتھ ٹیکنولوژی اور بھی پیچیدہ اور سوٹی کیڈٹ Sophisticated ہوتی گئی

اس میں جو روزگار کے موقع پیدا ہو رہے تھے وہ آبادی کے لحاظ سے بہت کم تھی (یہ خیال رکھنا چاہئے کہ تیسرا دنیا میں آبادی نہایت تیز رفتاری سے بڑھ رہی تھی)۔ پھر یہ ہوا کہ چونکہ ان نئی صنعتوں نے روز مرہ کی استعمال کی چیزوں سے لگڑی اشیاء کی ماس پروڈشن (mass production) کرنا شروع کر دی، اس کے نتیجے پر چھوٹی اور پرانی صنعتوں میں کام کرنے والے اور دستکار، مثلاً لوہار، کمہار اور خاص طور پر کپڑوں کے کارگیر کروڑوں کی تعداد میں بے روزگار ہوئے۔

چنانچہ اس قسم کے ”ڈیولپمنٹ“ کا لب لباب یہ تکلا ہے کہ 1980ء کی دہائی کے ایک اندازے کے مطابق دنیا میں کوئی ایک بلین لوگ ایسے ہیں جو ایسے گرونوواح میں زندگی بسر کرتے ہیں جو جانوروں کے رہنے کے لائق بھی نہیں، اور ہر روز تقریباً 80000 انسان بھوک سے یا زندگی کی دوسری بنیادی ضروریات سے محروم کے باعث موت کے شکار ہو رہے ہیں! پھر یہی نہیں، مغربی معاشی تھیوریوں اور وہ مقاصد جن کے منظر یہ تھیوریاں اور ٹیکنولوژی بنائی جا رہی ہے، اس نے دنیا کو کوئی اور بحرانوں سے دوچار کر رکھا ہے۔ ایک بحران ہے۔ انجی (توانائی) کا۔

مغربی ممالک کی غیر ضروری اور ویسٹ فل معیار زندگی کو برقرار رکھنے اور اس میں لگاتار اضافہ کرنے کی غرض سے انجی کی جو لامدد ضرورت ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں کوئی سولین کو کولا کی بولیں یا ڈبے روزانہ پئے جاتے ہیں۔ ان بولتوں اور ڈبوں کو بنانے کے لئے ہر روز جتنی انجی کی ضرورت ہوتی ہے وہ 22000 ٹن کوکے کی انجی کے برابر ہے۔ یہ انجی اس سے بھی زیادہ ہے جتنی ملاوی جیسے ملک کو اپنی تمام ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر روز درکار ہوتی ہے!

اسی طرح مغربی ممالک کی خواراک کی بے تحاش ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دنیا بھر کی زراعت پر اثر ڈالا۔ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ائنسیسیو فارمنگ یعنی شدید اور ماڈرن زراعتی طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح کی کھیتی باڑی کے نتیجے پر زرخیز مٹی بربی طرح برباد ہو رہی ہے۔ مٹی کی بربادی سے سیالابوں کی بہتات ہوتی ہے ریگستانوں کا پھیلاوہ ہر جگہ بے تحاشہ بڑھ رہا ہے، جن کے باعث 1970 اور 1990ء کے درمیان تیسرا دنیا کے ملکوں میں بھیا نک قحط آئے ہیں اور دوسری طرف صنعتوں کے بے تحاش پھیلاوہ سے کرہ زمین

کی انواع نہیں اور ایکلوجی بری طرح برپا ہو رہی ہے۔

اور آخر میں اس بات پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ مغربی قسم کی ٹیکنولوژی اور صنعتوں کے لئے وسائل اور خاص کرائز جی کی لامحدود ضرورت کے باعث دنیا کے امن کو مستقبل خطرہ لگا رہتا ہے اور یہ خطرہ اکثر سچھج کی جگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ عراق اور امریکہ کے درمیان حالیہ فوختاں جنگ کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ مشرق وسطیٰ کی تیل کے ذخائر کو کون کنٹرول کرے گا۔

یہ ہیں وہ حقیقتیں جن کے باعث 1970ء کی دہائی میں ہی سوچنے سمجھنے والوں پر واضح ہو چکا تھا کہ ڈیولپمنٹ کے لئے اور خاص کریمی دنیا کے ڈیولپمنٹ کے لئے ایک نئی اپروپری اور ایک نئی سڑتیجی کی ضرورت ہے۔ انسٹ شو ماخر نے تیسری دنیا کے لئے جس نئی سڑتیجی کا تصور دیا اس میں کلیدی کونسٹیٹ یہ تھا کہ غرب ملکوں کو اپنی غربت سے نجات حاصل کرنے کے لئے جس چیز کی فوری ضرورت ہے وہ پیدا اوار میں اضافے کی اتنی نہیں ہے جتنی اس بات کی ہے کہ روزگار کے موقع میں اضافہ ہو۔ مغربی طرز کے ڈیولپمنٹ کی ساری توجہ اس بات پر مرکوز رہتی ہے کہ معاشی گروہریت (growth rate) میں اضافہ ہوتا ہے اور اس گروہریت کو مغربی معاشی ماہرین گروں نیشنل پرڈوکٹ یا GNP سے ناپتے ہیں۔ اس معاشی تھیوری کے جو منائج پیدا ہو رہے ہیں ان کا ذکر ہم ابھی کرچکے ہیں۔ اس تھیوری کے خلاف شو ماخر کا خیال تھا کہ (ہم یہاں اس کی تحریر سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں)۔

”یہ بات اہم ہے کہ ہر فرد کچھ نہ کچھ پیدا اوار کرے، بجائے اس کی گنتی کے صرف چند افراد میں سے ہر ایک بھاری تعداد میں پیدا اوار کرے، (اور اکثریت بے کار بیٹھی رہے)۔“

”سب سے پہلے اور سب سے اول ترجیح دینا چاہئے روزگار کے موقع پیدا کرنے کو (لوگوں کو) روزگار میسر ہوتا ہی اور سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ ایک بے کار شخص کی آوث پٹ صفر ہوتی ہے، جب کہ وہ شخص جو برس کار ہو، اس کے کام کرنے کی الیت خواہ گنتی ہی حقیر کیوں نہ ہو، ایسا شخص (ملک کی معیشت) ثابت کوئی بیوشن کرتا ہے.....،“ اس کی وجہ یہ ہے کہ گوشنیوں کی جگہ افراد کے استعمال کرنے کی سڑتیجی کے باعث شروع شروع میں مجموعی گروہریت پیش پڑتی ہے لیکن جلد ہی اس میں اضافہ ہونے لگے گا۔ شو ماخر کے نزدیک اس یقین کی بنیاد تھی۔